جناب ڈاکٹر نثار محمد
ایسوسی ایٹ پروفیسر اسلامیہ کالج پشاور

قرآنی علم الأجنۃ اور جدید تحقیقات

(جنین میں روح کا پھونکنا)

جدید سائنسی آلات کی بدولت جہاں انسان نے اس وسیع و عریض کائنات کے بہت سارے سربستہ رازوں کو آشکارہ کیا۔ وہاں وہ اس قابل بھی ہوا کہ ان آلات کی مدد سے کائنات اصغر (انسان) کے اندر کا مطالعہ کر سکے۔ عرصہ دراز تک ماہرین طب رحم مادر میں نشو و نما پانے والے جنین کے بارے میں جاننے کی کوشش کرتے رہے۔ لیکن ان کی یہ کوششیں صدا بصحرا ثابت ہوئیں۔ تا آنکہ مائیکروسکوپ اور الٹراساؤنڈ مشین نے ان کو اس قابل بنا دیا کہ وہ جنین کا بغور مطالعہ کر سکے۔ ان آلات کی مدد سے جنین کے بارے میں حیرت انگیز انکشافات ہوئے اور انہی انکشافات نے قرآن کریم کی حقانیت پر مہر تصدیق ثبت کر دی۔ لیکن ان تمام تر انکشافات کے باوجود طبی ماہرین کے لئے ابھی تک یہ بات معمہ بنی ہوئی ہے کہ جنین میں روح کب اور کسی مرحلے پر پھونکی جاتی ہے؟ لیکن آج سے سینکڑوں سال قبل ایک نبی امی ﷺ نے جنین میں روح پھونکنے کے بارے میں اتنی صراحت کے ساتھ ذکر کیا ہے کہ آج کے طبی ماہرین لامحالہ اس کے ماننے پر مجبور ہیں۔

قرآن کریم میں روح کے معنی:

قرآن کریم نے روح کو تین مختلف معنوں میں استعمال کیا ہے

(۱) حضرت جبرئیل علیہ السلام کے لئے

(۲) قرآن کریم کے لئے

(۳) انسانی جسم میں گردش کرنے والی سرمایہ حیات کے لئے۔

روح کیا ہے؟

جب نبی کریم ﷺ سے روح کے بارے میں پوچھا گیا تو اللہ تعالیٰ نے اس سوال کا نہایت ہی جامع اور مختصر جواب دیتے ہوئے روح کی یوں حقیقت واضح کر دی:

ویسئلونک عن الروح قل الروح من امر ربی وما اوتیتم من العلم الا قلیلاً (۱)

ترجمہ: ''تجھ سے روح کے بارے میں پوچھتے ہیں۔ کہہ دو روح میرے رب کے حکم سے ہے اور تم کو اس بارے میں بہت تھوڑا سا علم دیا گیا ہے۔''

روح ایک لطیف شے ہے اور اس پر جسم کی حرکات وسکنات کا دارومدار ہے' روح حیات کی ابتداء ہے اور اس کے بغیر حیات کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔ (۲)

قرآن کریم کی رُو سے روح ایک مجرد جوہر ہے اور اس کا وقوع اللہ کے حکم ''کُن'' پر موقوف ہے۔ گویا روح وہ قوت حیات ہے کہ جب وہ کسی مادی جسم میں داخل ہو جاتی ہے' تو وہ زندہ اور حیات کہلاتی ہے اور جب یہ جوہر (روح) جسم سے نکل جاتی ہے تو حیات کے تمام چراغ گُل ہو جاتے ہیں۔ اس لحاظ سے دنیا میں جسم اور روح کا تعلق عارضی ہوتا ہے۔ (۳)

علامہ ابن قیم (۷۵۱ھ) کا کہنا ہے کہ روح کا جاننا وحی کے بغیر ناممکن ہے۔ (۴)

روح کی اقسام:

علامہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی نے روح کی دو قسمیں بتائی ہیں:

(۱) روح حیوانی: اس سے مراد وہ قوت حیات ہے جو جسم کے ایک ایک جز میں موجود رہتی ہے' اور یہی روح حیوانی جنین کے نشوونما کے ابتدائی دن ہی سے اس کے ساتھ ہوتی ہے۔ اور یہ جنین کے مکمل انسانی شکل کے حصول تک اس میں رہتی ہے' تا آنکہ جنین تقریباً چار ماہ کی عمر تک پہنچ جاتا ہے۔ (۵)

(۲) روح حقیقی: اس سے مراد وہ روح ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے عالم ارواح میں پیدا کر کے ان سے ''الست بربکم'' کا عہد لیا تھا۔ رحمِ مادر میں جنین کے اعضاء کی تکمیل کے بعد یہی روح حقیقی بحکم الٰہی جنین کے جسم میں داخل ہو کر روح حیوانی سے مل جاتی ہے۔ اور اس اختلاط کے ساتھ ہی جنین میں حیات کے تمام چراغ روشن ہو جاتے ہیں۔ اور انسانی جنین زندہ کہلاتی ہے۔ پھر جب یہ روح حقیقی بہ امرِ الٰہی روح حیوانی سے الگ ہو جاتی ہے تو جسم میں حیات کے تمام چراغ گُل ہو جاتے ہیں اور انسان مردہ کہلاتا ہے۔ (۶)

جدید علم الأجنۃ کی اصطلاح میں رحمِ مادر میں جنین کی حرکات وسکنات شروع کرنے کے عمل کو کوئکننگ (Quickening) کا نام دیا گیا ہے۔ عام طور پر جنین (Embryo) الحرث (Implantation) کے چوتھے مہینے میں حرکت (Movement) شروع کر دیتا ہے۔ (۷)

جنین میں روح کب پھونکی جاتی ہے؟

انسانی تخلیق کے مختلف مدارج کا ذکر قرآن کریم میں یوں مذکور ہے:

لَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنسَانَ مِن سُلَالَةٍ مِّن طِينٍ ○ ثُمَّ جَعَلْنَاهُ نُطْفَةً فِي قَرَارٍ مَّكِينٍ ○ ثُمَّ خَلَقْنَا النُّطْفَةَ عَلَقَةً

فَخَلَقْنَا الْعَلَقَةَ مُضْغَةً فَخَلَقْنَا الْمُضْغَةَ عِظَامًا فَكَسَوْنَا الْعِظَامَ لَحْمًا ثُمَّ اَنْشَأْنٰهُ خَلْقًا آخَرَ (۸)

ترجمہ: ''اور ہم نے انسان کو چُنی ہوئی مٹی سے بنایا۔ پھر ہم نے اس کو پانی کی ایک بوند کر کے ایک جمے ہوئے محفوظ ٹھکانہ میں رکھا۔ پھر اس بوند سے جما ہوا لہو بنایا۔ پھر جمے ہوئے لہو سے گوشت کی بوٹی بنائی۔ پھر اس بوٹی سے ہڈیاں بنائیں پھر ان ہڈیوں پر گوشت پہنایا پھر اس کو ایک نئی صورت میں اٹھا کر کھڑا کیا۔''

مفسرین قرآن کی ایک معتدبہ جماعت ''ثم انشاء نه خلقا آخر'' سے جنین میں روح کا پھونکنا مراد لیتے ہیں (۹) کیونکہ ''نشأ'' سے پہلے پہلے والے جتنے بھی مدارج کا ذکر کیا گیا ہے۔ اس کا تعلق جنین کے نشو ونما سے ہے۔ اسی بناء پر نطفہ کے بعد تمام مدارج کے درمیان میں حرف ''فا'' استعمال کیا گیا ہے۔ جو کہ ایک مرحلے کا اختتام اور دوسرے کی فی الفور ابتداء کی نشاندہی کرتا ہے۔ جبکہ ''لحم'' کے مرحلے کے بعد ''ثم'' استعمال کیا گیا ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ ماقبل مدارج اور نشأ کے مرحلے کے درمیان کچھ وقفہ ہوتا ہے اور یہی وہ وقفہ ہوتا ہے۔ جس میں رحم مادر کے اندر جنین میں روح پھونکی جاتی ہے۔ عام طور پر ''ثم'' تراخی کیلئے استعمال ہوتا ہے اور یہاں ''ثم'' استعمال کرنے سے اس بات کی نشاندہی ہوتی ہے کہ ایک غیر ذی روح جماد میں روح ڈالنے کیلئے قیاس عقل میں کچھ مدت درکار ہوتی ہے۔ اس لئے ابتدائی مدارج کے برعکس یہاں ''فا'' کی بجائے ''ثم'' استعمال کیا گیا ہے۔ (۱۰)

یہاں نشأ کے وقت کا تعین بھی ضروری ہے کیونکہ ''نشأ'' کے وقت کا تعین اور جنین میں روح پھونکنے کا آپس میں بہت گہرا تعلق ہے۔ محققین علما کا خیال ہے کہ نشأ کا مرحلہ بارآوری (Fertilization) کے 40-45 ویں دن کے بعد آتا ہے۔ گویا 40 ویں دن کے بعد جنین میں روح پھونکی جاتی ہے۔ اس رائے کی حمایت میں علماء درج ذیل حدیث شریف پیش کرتے ہیں:

عن عبدالله ابن مسعودؓ قال سمعت رسول الله (ﷺ) يقول اذا مر بالنطفة اثنتان واربعون ليلة بعث الله اليها ملكاً فصورها وخلق سمعها و بصرها وجلدها ولحمها وعظها...... يزيد على امر ولا ينقص (۱۱)

ترجمہ: عبداللہ بن مسعودؓ روایت کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جب نطفہ پر ۴۲ راتیں گزر جاتی ہیں تو اللہ اس کے پاس ایک فرشتہ بھیجتا ہے اور وہ اسے ایک صورت دے دیتا ہے اور اس کے کان، آنکھیں، جلد اور ہڈیاں بنادیتا ہے...... پھر فرشتہ ہاتھ میں صحیفہ لئے نکل جاتا ہے۔ اور اس کے بعد نہ تو اس میں اضافہ کیا جاسکتا ہے اور نہ کمی۔

درج بالا آیہ کریمہ اور اس حدیث شریف کا اگر موازنہ کیا جائے تو یہ نتیجہ اخذ کیا جاسکتا ہے۔

(۱) آیت میں لحم اور عظام (گوشت اور ہڈیوں کے مراحل) کے بعد نشأ (ثم انشأ نه خلقا آخر) کا

مرحلہ بیان کیا گیا ہے۔

(ب) حدیث شریف میں گوشت اور عظام کے بعد فرشتہ جنین کے مستقبل کے بارے میں کچھ باتیں لکھ کر صحیفہ بند کر دیتا ہے۔ گویا حدیث شریف میں بھی لحم اور عظام کے مراحل کے بعد "نشا" ہی کا تذکرہ ہے۔ اور نشا روح کے پھونکنے کا مرحلہ ہوتا ہے، لیکن ایک اور حدیث شریف میں بحثیت مجموعی تمام مدارج کا ۴۰ دنوں میں تکمیل کی رائے سے اختلاف نظر آتا ہے۔ بلکہ اس حدیث شریف میں ہر مرحلہ کے لئے الگ الگ ۴۰ دنوں کا تعین کیا گیا ہے۔ حدیث ملاحظہ ہو:

عن عبداللهؓ قال حدثنا رسول الله ﷺ ان احدکم یجمع خلقه فی بطن امه اربعین یوماً ثم یکون فی ذالک علقة مثل ذالک ثم یکون فی ذالک مضعة ثم یرسل الله الملک فینفخ فیه الروح ویؤمر باربع کلمٰت بکتب رزقهٖ واجلهٖ وعملهٖ وشقی او سعید (۱۲)

ترجمہ: حضرت عبداللہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں یہ بات بتائی ہے کہ تم میں سے ہر ایک کی تخلیق کے تمام مواد اسکی ماں کے پیٹ میں ۴۰ دنوں میں جمع کئے جاتے ہیں۔ پھر "اسی طرح" اس میں علقہ بن جاتا ہے۔ پھر "اسی طرح" اسمیں مصعغہ بن جاتا ہے، پھر اللہ ایک فرشتے کو بھیج دیتے ہیں اور اسمیں روح پھونکی جاتی ہے، اور چار باتوں کا حکم دیا جاتا ہے، اسکے رزق اس کی موت اس کے عمل اور اس کے بدبخت یا خوش بخت ہونے کے بارے میں لکھا جاتا ہے۔

اس حدیث شریف میں "ثم یکون فی ذالک" اور "مثل ذالک" قابل توجہ الفاظ ہیں۔ محدثین اور مفسرین نے ان الفاظ پر کافی بحث کے بعد یہ نتیجہ اخذ کیا ہے کہ اس سے مجموعی طور پر چالیس دن مراد نہیں ہیں، بلکہ الگ الگ چالیس دن مراد ہیں۔ یعنی بار آوری کے بعد ۴۰ دنوں تک اسکے تخلیق کے تمام مواد جمع کئے جاتے ہیں پھر دوسرے ۴۰ دنوں میں اس سے علقہ بن جاتا ہے۔ اور پھر تیسرے ۴۰ دنوں میں وہ جنین علقہ سے مصنفہ میں تبدیل ہو جاتا ہے۔ گویا نطفہ سے مصنفہ بننے تک کل ۱۲۰ دن لگتے ہیں اور ۱۲۰ ویں دن یا اسکے فوراً بعد جنین میں روح پھونکی جاتی ہے۔ اگر درج بالا رائے کا قرآن کریم کے اس آیت سے موازنہ کیا جائے۔ جس میں ایک بیوہ عورت کی عدت کیلئے ۴ ماہ ۱۰ دن مقرر کی گئی ہیں۔ (۱۳) تو پھر ۱۲۰ دنوں کے بعد جنین میں روح پھونکنے کی بات کافی وزنی معلوم ہوتی ہے۔

علماء کا خیال ہے کہ ۴ ماہ اور ۱۰ دن مقرر کرنے کا مقصد یہ ہے، کہ اگر عورت کے پیٹ میں بچہ ہے تو چوتھے مہینے بچے کی حرکتیں محسوس کر سکتی ہے، جدید طبی اصطلاح میں بچے کے ان حرکات وسکنات کو کوئکننگ (Quickening) کہا جاتا ہے (۱۴)

نہایت ہی حساس الیکٹرانک کیمروں کی مدد سے رحم مادر میں بچے کی مختلف مراحل پر تصویریں کھینچی گئی۔ جن کی مدد سے تحقیق وجستجو کا ایک نیا باب کھل گیا۔ ان تصویروں میں رحمِ مادر میں ساڑھے چار ماہ کا ایک بچہ اپنا انگوٹھا چوستے ہوئے

دیکھا گیا ہے۔اسی طرح ایک اور تصویر میں اتنی ہی مدت کا ایک بچہ حبل السرۃ (Umbilical Cord) سے کھیلتے ہوئے پایا گیا ہے۔ (۱۵)

ان تصاویر کو دیکھنے سے اندازہ ہوتا ہے کہ رحم مادر میں جنین (Embryo) کے جسم کے اندر چوتھے مہینے (۱۲۰ دن) میں روح پھونکی جاتی ہے' تب کہیں جا کر بچہ انگوٹھا چوسنے یا حبل السرۃ سے کھیلنے کے قابل ہوا۔

علامہ ابن کثیر (۷۷۴ھ) نے حضرت علیؓ کے حوالہ سے ایک روایت نقل کی ہے۔لکھتے ہیں:

اذا اتت علی النطفة اربعة اشهر بعث الله اليها ملكاً فنفخ فيها الروح فی ظلمٰت ثلاث فذالک قوله " ثم انشأ نه خلقاً آخر (۱۶)

ترجمہ: جب نطفہ پر چار ماہ گزر جاتے ہیں تو اللہ ایک فرشتے کو بھیج کر تین اندھیروں کے اندر اس جنین میں روح پھونک دیتے ہیں۔ثم انشأ نه خلقاً آخر کے یہی معنی ہیں۔(☆)

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر جنین میں روح چوتھے مہینے پھونکی جاتی ہے' تو پھر ان چار ماہ سے قبل جنین بغیر روح کے زندہ کیسے رہا۔حالانکہ اس دوران جنین کی باقاعدہ نشوونما (Growth) ہو رہی ہوتی ہے اور آئے دن بہتر سے بہتر شکل اپناتا جاتا ہے؟

جنین میں نفخ روح اور اس کی نشوونما پر کچھ عرض کرنے سے قبل "حیات" (Life) کو سمجھنا بہت ضروری ہے

حیات کی تعریف:

انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا نے حیات (Life) کی درج ذیل تعریف کی ہے:

"Any system capable of performing a number of such functions as eating, metabolizing, exercting, breathing, moving, growing, reproducing and being responsive to external stimuli" (۱۷)

یعنی کوئی بھی نظام جو کہ مختلف امور کے انجام دہی کے قابل ہو' مثلاً کھانے پینے' استحالہ غذا' استخراج' سانس لینے' حرکت کرنے' بڑھنے' اپنی نسل کو آگے بڑھانے اور کسی بیرونی تحریک پر ردعمل ظاہر کرنے کی استعداد رکھتا ہو (وہ زندہ/حیات کہلاتا ہے)

درج بالا تعریف کی روشنی میں اگر کسی مشین (جس میں یہ خوبیاں ہو) کو اس پر پرکھا جائے تو اسے زندہ کہنا چاہیے تھا' لیکن کوئی بھی ذی شعور اسے زندہ کہنے کیلئے تیار نہیں ہوگا۔اس کے برعکس جسم حیوانی (Organism) میں بظاہر حیات کے کوئی آثار نظر نہیں آتے۔لیکن اسکے باوجود یہ ننھی سی مخلوق زندہ کہلاتی ہے۔اسی طرح مختلف قسم کے بیجوں میں بظاہر حیات کے کوئی آثار نظر نہیں آتے اور بسا اوقات کئی سالوں تک بغیر استحالہ غذا کے حیات ان میں حیات

خوابیدہ حالت میں پڑی ہوتی ہے اور موافق ماحول میسر آنے پر اس بے جان بیج میں حیات کے تمام صفات نمودار ہوجاتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ماہرین حیاتیات آج تک حیات کی ایک جامع تعریف پر متفق نہیں ہوسکے ہیں۔ (۱۸)

حیات کو دو حصوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے

(۱) حیاۃ بالقوۃ: اس کی مثال بیج کے دانوں کی ہے، جس میں بظاہر حیات کے کوئی آثار نہیں ہوتے، مگر بالقوۃ ان میں حیات موجود ہوتی ہے۔ خلیئے (Cell) بظاہر بے جان نظر آتے ہیں۔ لیکن حقیقت میں وہ بھی جاندار ہیں۔ خلیوں کی حیات اور انکے نظامِ تنفس کی انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا نے یوں وضاحت کی ہے۔

" The Process by which organism combine oxygen with food stuff molecules, diverting the chemical energy in these substances into life sustaining processes and discarding as waste products, carbondioxide and water " (۱۹)

یعنی ''وہ عمل جس کے ذریعے خلیئے آکسیجن کو خوراک کے ذرات کیساتھ ملا کر اس میں موجود توانائی کو خلیے کی حیات کیلئے استعمال کرے، اور اسکے نتیجے میں پانی اور کاربن ڈائی آکسائیڈ کو فضلے کے طور پر خارج کردے یہ خلیئے کا نظام تنفس''

(۲) حیات بالحرکۃ: اس سے مراد وہ حیات ہے، جس میں چلنے پھرنے بڑھنے اور حرکت کرنے کی استعداد موجود ہو، یہی خصوصیات جب حیوانات میں ہوں تو ان کے جسموں میں روح کی موجودگی کا اظہار ہوتا ہے۔ (۲۰) اور جب نباتات میں نمو (Growth) ہورہی ہوتی ہے، تو ان کیلئے حیات بالقوۃ کی اصطلاح استعمال کی جاسکتی ہے۔ علامہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی نے حیات کے ان دونوں قسموں کیلئے روح حیوانی اور روح حقیقی کے الفاظ استعمال کیئے ہیں۔ (۲۱) اس تمام تفصیل سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ چار ماہ سے قبل جنین کی جو نمو ہوتی ہے وہ خلوی حیات (cellular life) کے زمرے میں آتی ہے۔ اس دوران خلیے بڑھتے رہتے ہیں۔ تا آنکہ اس سے ایک مکمل اعضاء والا خوبصورت بچہ بن جاتا ہے اور چوتھے مہینے تک جب جنین کے تمام اعضاء کی تکمیل ہوجاتی ہے تو پھر اس جنین میں ایک فرشتہ اللہ کے حکم سے روح پھونک دیتا ہے اور اب اس جنین کی زندگی حیات بالقوۃ سے حیات بالحرکۃ کے مرحلے میں داخل ہوجاتی ہے۔ اب جنین ماں کے پیٹ میں باقاعدہ حرکتیں شروع کردیتا ہے اور اس میں حیات کے تمام آثار نمودار ہوجاتے ہیں، اور اب ماں اپنے پیٹ میں بچے کی حرکتیں محسوس بھی کرسکتی ہے۔ جدید علم الاجنۃ کے اصطلاح میں بچے کی ان حرکتوں کو کوئکنگ (Quickening) کہا جاتا ہے۔ (۲۲)

(حواشی)

(۱) بنی اسرائیل ۸۵:۱۷

(۲) تفسیر روح المعانی ۱۵۱:۸ (کتاب الروح:۲۷۹) (تفسیر الکشاف ۲:۴۴)

(۳) تفسیر کبیر: ۲۱: ۳۷-۳۸

(۴) کتاب الروح :۲۴۲

(۵) تفسیر مظہری المؤمنون ۲۳:۱۳-۱۴

(۶) کتاب الروح :۲۴۲

(۷) دیکھئے Review of Medical Embryology P:70

(۸) المؤمنون ۱۴:۲۳

(۹) تفسیر ابن عباس المؤمنون ۲۳:۱۴۔ تفسیر طبری ایضاً
تفسیر ابن کثیر ایضاً ، تفسیر کبیر ایضاً ، الدر المنثور ایضاً

(۱۰) لسان العرب زیر لفظ "ثم" ۔تفسیر معارف القرآن المؤمنون ۲۳:۱۴۔قرآن کریم اور علم الجنین :۱۵۱

(۱۱) صحیح مسلم کتاب القدر۔یہی حدیث کے الفاظ کے رد و بدل کے ساتھ حضرت حذیفہؓ کی روایت سے مسند احمد جلد ۴ صفحہ ۷ میں بھی مذکور ہے۔لیکن اس میں ۴۰ راتوں کیساتھ ۴۵ راتوں کا بھی ذکر ہے۔

(۱۲) صحیح مسلم کتاب القدر باب کیفیة خلق الآدمی فی بطن امہ ۔یہی حدیث الفاظ کے معمولی رد و بدل کیساتھ صحیح بخاری کتاب القدر میں بھی مذکور ہے۔

(۱۳) قرآن کریم البقرۃ ۲:۲۳۴

(۱۴) دیکھئے (a) Medical Embrylogy P: 84 (b) Review of Medical Embryology P: 70.

(۱۵) دیکھئے (a) The Principal of Practice of Ultrasonography in obstetrics gynecology P:140

(ii) یہ تصویریں شعبہ اسلامیات پشاور یونیورسٹی میں پی ایچ ڈی مقالہ 'اعجاز القرآن' مرتبہ نثار محمد میں دیکھی جا سکتی ہے۔

(۱۶) تفسیر ابن کثیر المؤمنون ۲۳:۱۳-۱۴ (i) The Human Devlopment P:120

(☆) جنین میں نفخ روح کے وقت کے تعین کا اسقاط حمل اور قتل جنین کے لئے فقہ میں متعین سزا اور دیت سے گہرا تعلق ہے۔قتل یا اسقاط جنین موجب سزا کی نوعیت مجرم کے فعل کے نتیجے میں مختلف ہے۔

(۱) جنین ماں سے مردہ جدا (پیدا) ہوا ہو۔(۲) جنین ماں سے زندہ پیدا ہوا ہو لیکن مجرم کے فعل کی بنیاد پر اس کی موت واقع ہوئی ہو۔ (۳) جنین زندہ حالت میں ساقط ہوا ہو لیکن مجرم کے فعل کے نتیجے میں مرا نہ ہو۔ (۴) حاملہ ماں مجرم کے فعل کے نتیجہ مر چکی ہو اور اس سے پہلے جنین ساقط ہوا ہو۔فقہا کے نزدیک جنین کی پوری دیت (پانچ اونٹ یا اس کی قیمت) وصول کی جائے

گی۔ جبکہ (۱) وہ جنین مردہ حالت میں پیدا ہوا ہو۔ (۲) بصورت موت بعد از اسقاط بوجہ فعل مجرم کامل دیت وصول کی جائے گی۔ اس صورت میں مرد وعورت کے دیت کا اعتبار نہیں کیا جائیگا۔ (۳) فقہاء کے نزدیک اگر جنین مجرم کے کسی فعل کی وجہ سے ساقط ہوا ہو۔ لیکن اس کے مرنے میں مجرم کا دخل نہ ہو تو اس صورت میں اسے صرف تعزیری سزا دی جائیگی یہی سزا اس صورت میں بھی دی جائیگی۔ جب مجرم کے فعل کی وجہ سے ماں مرگئی ہو اور بعد میں جنین ساقط ہوا ہو۔ (۴) اگر حاملہ عورت مجرم کے کسی فعل کی وجہ سے مرجائے، جبکہ اسی فعل کی وجہ سے جنین ساقط ہوا ہو تو اس صورت میں مجرم پر عورت کی دیت اور جنین کی دیت دونوں بیک وقت عائد ہو جائے گی۔ (عبدالقادر عودۃ کی کتاب التشریع الجنائی الاسلامی جلد دوم صفحہ ۲۸۳) اسلامی جمہوریہ پاکستان کے قانون فوجداری آرڈیننس ۱۹۹۱ء ترمیم دوم متعلق بہ قصاص ودیت کے آرٹیکل نمبر ۳۳۸۔ج بعنوان ''اسقاط جنین کی سزا'' میں کہا گیا ہے، کہ جو کوئی اسقاط جنین کا باعث ہو۔ تو اس صورت میں (۱) اگر بچہ مردہ پیدا ہوا ہو۔ تو دیت کے ۲۰ ویں حصے کا مستوجب ہوگا۔ (۲) اگر بچہ زندہ پیدا ہوا ہو، لیکن مجرم کے کسی فعل کے نتیجے میں مرگیا ہو تو پوری دیت کا مستوجب ہوگا۔ یا (۳) اگر بچہ زندہ پیدا ہوا ہو، لیکن مجرم کے کسی فعل کے نتیجے کے علاوہ کسی اور طرح سے مرجائے تو بطور تعزیر کے کسی بھی قسم کی سزائے قید کا اتنی مدت کے لئے مستوجب ہوگا۔ جو سات سال تک ہوسکتی ہے (دیکھئے قصاص ودیت لاء بک ہاؤس لاہور ص:۲۸) یہاں اس بات کی نشاندہی بھی ضروری ہے کہ فقہاء کے نزدیک مرد کی دیت ۵ اونٹ ہیں۔ (مزید تفصیل کیلئے ملاحظہ ہوا بی بکر بن مسعود الکاسانی کی کتاب البدائع والصنائع جلد ۷: ۲۵۵)

(۱۷) انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا زیر لفظ "Life"

(۱۸) انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا زیر لفظ حیات "Life"

(۱۹) ایضاً زیر عنوان "Cellular Respiration"

(۲۰) انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا زیر عنوان ''خلیئے کا نظام تنفس'' "Cellular Respiration"

(۲۱) تفسیر مظہری ۶: ۳۲۹

(۲۲) دیکھئے:

(a) Review of Medical embryology P:70

(b) Medical Embryology P: 84

(c) The Developing Human PP:94-99

(d) The Human Development PP:137 - 138l

(مراجع ومصادر)

(۱) قرآن کریم۔

(۲) تفسیر القرآن العظیم (تفسیر ابن کثیر) حافظ عماد الدین ابن کثیر (۷۷۴ھ) طبع کراچی

(۳) تفسیر الکشاف عن حقائق التنزیل وعیون الاقاویل، امام محمود بن عمر الزمخشری (۵۲۸ھ) طبع قاہرہ ۱۹۴۶ء

(۴) تفسیر مظہری، قاضی ثناء اللہ پانی پتی، سعید کمپنی کراچی

(۵) تفسیر المقیاس من تفسیر ابن عباس (تفسیر ابن عباس) دار الکتب العلمیہ بیروت

(۶) الجامع لاحکام القرآن (تفسیر القرطبی) ابی عبداللہ محمد بن احمد القرطبی (۶۷۱ھ) مطبعہ دار الکتب العربیۃ قاہرہ ۱۹۵۲ء

(۷) تفسیر روح المعانی، شہاب الدین آلوسی (۱۲۷۰ھ) مکتبہ امدادیہ ملتان

(۸) جامع البیان فی تفسیر القرآن (تفسیر طبری) ابوجعفر محمد بن جریر الطبری (۳۱۰ھ) دار المعارفۃ بیروت۔

(۹) الدار المنثور فی تفسیر الماثور، جلال الدین سیوطی (۹۱۱ھ) قم ایران ۱۴۰۲ھ

(۱۰) الجامع الصحیح البخاری، امام محمد بن اسماعیل البخاری (۲۵۴ھ) سعید کمپنی کراچی

(۱۱) الجامع الصحیح المسلم، امام ابوالحسین مسلم بن حجاج نیشاپوری (۲۶۱ھ) سعید کمپنی کراچی

(۱۲) مسند احمد، امام احمد بن حنبلؒ دار الفکر بیروت

(۱۳) لسان العرب، علامہ ابن منظور، نشر ادب الحوزہ قم ایران ۱۴۰۵ھ

(۱۴) التشریع الجنائی الاسلامی، عبدالقادر عودۃ دار الکتب المصریہ قاہرہ

(۱۵) قصاص و دیت لاء بک ہاؤس لاہور

(۱۶) البدائع الصنائع، ابوبکر بن مسعود الکاسانی (۵۸۷ھ) سعید کمپنی کراچی

(۱۷) انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا یونیورسٹی آف شکاگو (۱۹۸۸ء) یو ایس اے

(۱۸) اعجاز القرآن العلمی۔ نثار محمد غیر مطبوعہ پی ایچ ڈی مقالہ شعبہ اسلامیات پشاور یونیورسٹی ۱۹۹۴ء

(۱۹) دیکھئے: Medical Embryology, Jan long man, The Williams and wilkims Co, Baltimone, USA, 1975

(۲۰) دیکھئے: The Developing Human_ Keith. Moore W.B. Sounders, Co, London,1983

(۲۱) دیکھئے: Human Development, Dr Ali Al-bar Saudi publishing house Jeddah 1986

(۲۲) دیکھئے: The Prinsipal of Practice of Ultra sonography in obstitrics and gynaecology p:140, Sounders R.C / James, NewYork 1980

(۲۳) دیکھئے: Review of Medical Embryology Ben Pan sky, Mac Millan Publishing Co, Newyork 1982